قربانی کا طریق اور اجر

(خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ ۱۲ فروری ۲۰۰۳ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٥﴾ (الحج:۳۵)

پھر ترجمہ بیان فرمایا:

اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کا طریق مقرر کیا ہے تا کہ وہ اللہ کا نام اس پر پڑھیں جو اس نے انہیں مویشی چوپائے عطا کئے ہیں۔ پس تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پس اس کے لئے فرمانبردار ہو جاؤ اور عاجزی کرنے والوں کو بشارت دے دے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ عید گاہ پر ہی قربانی کیا کرتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے عید کے روز دو دنبوں کی قربانی کی۔ جب آپؐ نے انہیں ذبح فرمایا تو لٹایا اور اپنے رب کے حضور عرض کی:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا ۖ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٨٠﴾ (الانعام:۸۰)

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۶۳﴾
لَا شَرِیۡکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۱۶۴﴾
(الانعام:۱۶۳-۱۶۴)

میں تو یقیناً اپنی توجہ کو ہمیشہ اس کی طرف مائل رکھتے ہوئے اس کی طرف پھیر چکا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اول المسلمین ہوں۔ اے اللہ! یہ یقیناً تیری طرف سے ہے اور تیرے ہی حضور میں محمدؐ اور اس کی امت کی طرف سے پیش ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ فرماتے بسم اللہ. اللہ اکبر یہ کہہ کر ذبح فرماتے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الضحایا باب مایستحب من الضحایا)

اب یہ امت محمدیہ کے لئے خوشخبری ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان غرباء کی طرف سے بھی قربانی پیش فرمائی ہے جن کو توفیق نہیں ہے خود قربانی دینے کی اور ہمیشہ ہمیش کے لئے آنحضرت ﷺ نے اس قربانی میں غرباء کو شامل فرمالیا جو آپؐ اس وقت دے رہے تھے۔ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔**

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا جس کے پاؤں پیٹ اور آنکھوں کے حلقوں کا رنگ سیاہ ہو۔ ایسا مینڈھا قربانی کے لئے لایا گیا۔ حضورؐ نے حضرت عائشہ سے فرمایا چھری لاؤ۔ پھر فرمایا اسے پتھر سے رگڑ کر تیز کرو۔ عائشہؓ کہتی ہیں میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر حضور ﷺ نے چھری لی مینڈھے کو پکڑ الٹایا اور ذبح کرتے ہوئے فرمایا۔ **بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلۡ مِنۡ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ مِنۡ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ**۔ اے اللہ! محمدؐ اور آل محمدؐ اور امت محمدؐ کی طرف سے یہ قربانی قبول فرما! پھر حضورؐ نے اس کی قربانی کی۔ (صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب استحباب الضحیۃ وذبحھا مباشرۃ بلاتوکیل والتسمیۃ)

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے ہمارے درمیان قربانی کے لئے جانور تقسیم فرمائے۔ میرے حصہ میں ایک سال کا دنبہ آیا۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! میرے حصے میں تو ایک سال کا دنبہ آیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسی کی قربانی کرو۔ (صحیح بخاری کتاب الاضاحی باب

قسمة الامام الاضاحی بین الناس)

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کے دن نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھانے کے بعد ہم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح قربانی کی اس کی قربانی درست ٹھہری اور اس نے اس کے اجر کو پالیا اور جس نے نماز عید سے پہلے جانور ذبح کرلیا تو گوشت کی بکری کی نہ کہ قربانی۔ اس پر حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ! میں نے تو بخدا نماز کے لئے آنے سے پہلے ہی قربانی کر دی تھی اور میں نے یہی سمجھا تھا کہ آج کھانے پینے کا دن ہے اس لئے میں نے قربانی کرنے میں جلدی کی اور میں نے اس کا گوشت خود بھی کھایا اور اپنے اہل وعیال نیز اپنے ہمسایوں کو بھی کھلایا۔ ان کی یہ بات سن کر حضور ﷺ نے فرمایا وہ تو محض گوشت والی بکری ٹھہری۔ حضرت ابو بردہ بن نیارؓ نے عرض کی میرے پاس ایک کم عمر کا بکرا ہے لیکن وہ دیکھنے میں گوشت والی دو بکریوں سے زیادہ ہے کیا میں اس کی قربانی کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا اچھا کر دو، اسے ذبح کرلو لیکن تمہارے بعد کسی اور کے لئے ایسا کرنا درست نہیں ہوگا۔ (سنن النسائی کتاب صلوٰۃ العیدین باب حث الامام علی الصدقۃ فی الخطبۃ)

حضرت عبداللہ بن واقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ آج کل تو لوگ ریفریجریٹر میں رکھ لیتے ہیں گوشت اور کافی لمبا چلتا ہے مگر یہاں حضور ﷺ نے اس بات کی وضاحت فرما دی ہے کہ تین دن سے زیادہ سے مراد کیا ہے؟ ابھی میں آگے جا کر بیان کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے یہ بات حضورؐ سے کہی انہوں نے اس کی تصدیق کی اور کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا ہے کہ آنحضور ﷺ کے زمانے میں عید الاضحیٰ کے موقع پر بادیہ نشینوں میں سے کچھ گیت گانے والے آئے، یہ محتاج لوگ تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تین دن تک کھانے کے لئے گوشت جمع کرلو اور باقی انہیں خیرات کر دو تا کہ وہ بھوکے نہ رہیں۔ اس کے بعد آئندہ سال صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! لوگ اپنی قربانیوں کی کھالوں سے مشکیں بناتے ہیں اور ان میں چربی ڈالتے ہیں اس پر حضورؐ نے فرمایا پھر کیا ہوا؟ انہوں نے کہا آپؐ نے ہی تو ہمیں تین دن کے بعد قربانی کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تو تمہیں ان باہر سے آنے والوں کی وجہ سے منع کیا تھا

جو اس وقت آ گئے تھے۔ جاؤ اور گوشت کھاؤ اور جمع کرو اور اس سے صدقہ اور خیرات بھی کرو۔ (صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب بیان ما کان من النھی عن اکل لحوم الاضاحی بعد ثلاث ۔۔)

اس لئے اب آپ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں، ضروری نہیں ہے تین۔ یہی تین دن کی حکمت رسول اللہ ﷺ نے بیان فرما دی، آج کل تو لوگ آتے بھی نہیں باہر سے آنے والے۔ یہاں تو ملک بھی امیر ہے اور یہاں تو قربانی کے بعد تقسیم کرنے کے لئے بھی آدمی ڈھونڈنے پڑتے ہیں اس لئے آپ بڑے شوق سے رکھ لیا کریں قربانی کا گوشت۔ لیکن زیادہ دیر فرج میں رکھنا بھی ٹھیک نہیں۔ وہ کنجوسی ہے۔ جس حد تک ممکن ہو اس کو تقسیم کر دیا کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''قربانی کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے۔ دیکھو جب یہ شروع ہوئی تو کیسی کیسی مشکلات حائل تھیں! ابراہیم علیہ السلام بہت بوڑھے اور ضعیف تھے۔ ننانوے برس کی عمر تھی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق اولاد صالح عنایت کی، اسماعیلؑ جیسی اولاد عطا کی جب اسماعیلؑ جوان ہوئے تو حکم ہوا ان کو قربانی میں دے دو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی دیکھو! زمانہ اور عمر وہ کہ ننانوے تک پہنچ گئی۔ اس بڑھاپے میں آئندہ اولاد ہونے کی کیا توقع اور وہ طاقتیں کہاں؟ مگر اس حکم پر ابراہیمؑ نے اپنی ساری طاقتیں، ساری امیدیں اور تمام ارادے قربان کر دیئے۔ ایک طرف حکم ہوا اور معاً بیٹے کو قربان کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر بیٹا بھی ایسا سعید بیٹا تھا کہ جب ابراہیمؑ نے فرمایا اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ تو بلا چوں و چراں یونہی بولا افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۰۳﴾ (الصّٰفّٰت: ۱۰۳) ابا جلدی کرو، ورنہ وہ کہہ سکتے تھے کہ یہ خواب کی بات ہے اس کی تعبیر ہو سکتی ہے مگر نہیں کہا۔۔۔ غرض باپ بیٹے نے فرمانبرداری دکھائی کہ کوئی عزت، کوئی آرام، کوئی دولت، کوئی امید باقی نہ رکھی۔ یہ آج ہماری قربانیاں اسی پاک قربانی کا نمونہ ہیں۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''عید الاضحیہ پہلی عید سے بڑھ کر ہے اور عام لوگ بھی اس کو بڑی عید تو کہتے ہیں مگر سوچ کر بتلاؤ کہ عید کی وجہ سے کس قدر ہیں جو اپنے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور روحانیت سے حصہ لیتے ہیں اور اس روشنی اور نور کو لینے کی کوشش کرتے ہیں جو اس ضحیٰ میں رکھا گیا ہے۔''

(ملفوظات جلد ا صفحہ: ۳۲۷)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''حضرت ابراہیمؑ کا حال دیکھئے کیا انقطاع کا نمونہ ان سے ظاہر ہوا جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ضائع کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرتا اور اس کا نشان دنیا سے معدوم نہیں کرتا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ایسا اخلاص ظاہر کریں اور اس قدر کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے۔ دوست دوست سے راضی نہیں ہو سکتا جب تک اس کی وفاداری ظاہر نہ ہو۔'' (ملفوظات جلد ۴ صفحہ: ۴۴۔۴۵)

مزید برآں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ابراہیمؑ کی طرح صادق اور وفادار ہونا چاہئے جس طرح پر وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گیا اسی طرح انسان ساری دنیا کی خواہشوں اور آرزوؤں کو جب تک قربان نہیں کر دیتا کچھ نہیں بنتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کو ایک جذبہ پیدا ہو جاوے تو اس وقت اللہ تعالیٰ خود اس کا متکفل اور کارساز ہو جاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ: ۲۴۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نمونے کو اپناتے ہوئے صدق اور وفاداری کے ذریعے قرب الٰہی کے حصول کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی راہ یہ ہے کہ اس کے لئے صدق

دکھایا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو قرب حاصل کیا تو اس کی وجہ یہی تھی۔‘‘

فرمایا:

’’وَاِبۡرٰہِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی ﴿۳۸﴾ کی آواز اس وقت آئی جب کہ وہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ عمل کو چاہتا ہے اور عمل ہی سے راضی ہوتا ہے اور عمل دکھ سے آتا ہے لیکن جب انسان خدا کے لئے دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کو دکھ میں بھی نہیں ڈالتا۔ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے اپنے بیٹے کو قربان کر دینا چاہا اور پوری تیاری کر لی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو بچا لیا۔‘‘

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ: ۲۰۳-۲۰۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

’’ہمارے سید و مولا حضرت محمد ﷺ کا یہ صدق و صفا دیکھئے آپؐ نے ہر قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا طرح طرح کے مصائب اور تکالیف اٹھائے لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۷﴾ (الاحزاب: ۵۷)

اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم درود اور سلام بھیجو نبی پر ﷺ۔‘‘ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ: ۵۰-۵۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

’’جس نے اپنی قربانی کی حقیقت کو معلوم کر کے قربانی ادا کی اور صدق دل اور خلوص نیت کے ساتھ ادا کی پس یہ تحقیق اس نے اپنی جان اور اپنے بیٹوں اور اپنے پوتوں کی قربانی کے لئے کر دی اور اس کے لئے اجر بزرگ

ہے جیسا کہ ابراہیمؑ کے لئے اس کے رب کے نزدیک اجر تھا اور اسی کی طرف ہمارے سید برگزیدہ اور رسول برگزیدہ نے جو پرہیز گاروں کے امام اور انبیاء کا خاتم ہے، اشارہ کیا اور فرمایا۔ اور وہ خدا کے بعد سب سچوں سے زیادہ سچا ہے تحقیق یہ قربانیاں وہی سواریاں ہیں جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتی ہیں اور خطاؤں کو محو کرتی ہیں اور بلاؤں کو دور کرتی ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں پیغمبر ﷺ سے پہنچیں جو سب مخلوق سے بہتر ہیں۔ ان پر خدا تعالیٰ کا سلام اور برکتیں۔''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

''دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے۔ گوشت اور خون سچی قربانی نہیں جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں تا معلوم ہو کہ ان قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ: ۴۲۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

''سالک کا آخری مرحلہ یہ ہے وہ انقطاع نفس کر کے تعلق باللہ اور محبت الٰہی میں غرق ہو جاوے۔ عاشق اور محبّ جو سچا ہوتا ہے وہ اپنی جان اور دل قربان کر دیتا ہے اور بیت اللہ کا طواف اس قربانی کے واسطے ایک ظاہری نشان ہے۔ عاشق اس کے گرد گھومتے ہیں، گویا ان کی اپنی مرضی باقی نہیں رہتی۔ وہ اس کے گردا گرد قربان ہو رہے ہیں۔''

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ع قرآن کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

(درثمین صفحہ: ۸۴)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح قرآن کو ہی سب کو اپنا کعبہ بنانا چاہئے۔

اب میں آخر پر عرض کرتا ہوں کہ دنیا بھر کی جماعتوں سے ملنے والے عید مبارک کے پیغامات آرہے ہیں۔ میں بھی تمام عالمگیر جماعت کو اس عید کے مبارک موقع پر دلی عید مبارک پیش

کرتا ہوں۔اس کے بعد دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے سب سے پہلے شہداء احمدیت اور ان کے پسماندگان کے لئے دعا کی تحریک کرتا ہوں۔اسی طرح اسیران راہ مولا کے لئے بھی دعاؤں کی تحریک ہے اور آخری بات یہ ہے کہ اپنے غریب ہمسایوں اور بے کس اور مفلوک الحال لوگوں کی بھی عید بنائیں تو پھر ہی آپ کی حقیقی عید ہوگی۔

اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کا بہترین نسخہ یہ ہے کہ خدا کے بندوں کی حاجت روائی میں مصروف رہیں،غریبوں کی خدمت کریں،ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کریں، انہیں خوشیاں پہنچا کر خوش ہوں اور یاد رکھیں انہی کی وجہ سے آپ کو رزق عطا ہو رہا ہے۔اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا پر خطبہ ختم کرتا ہوں جو آپؑ کی طرف سے حضرت صوفی احمد جان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹ر ستمبر ۱۸۸۵ء کو میدان عرفات میں پڑھی۔آپؓ عرض کرتے ہیں، یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے پیغام ہے:

''اے ارحم الراحمین !ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ، پرخطا اور نالائق غلام احمدؑ جو تیری زمین ملکِ ہند میں ہے اس کی یہ عرض ہے کہ اے ارحم الراحمین ! تو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور و رحیم ہے اور مجھ سے وہ کام کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر یک قوت اور جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل متبعین میں مجھے اٹھا۔ اے ارحم الراحمین ! جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر اور اس عاجز اور اس عاجز کے تمام دوستوں اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کی نظر سے اپنے ظلِ حمایت میں رکھ کر دین و دنیا میں آپ ان کا متکفل اور متولی ہو جا

اور سب کو اپنی دارالرضاء میں پہنچا اور اپنے نبی ﷺ اور اسکی آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود وسلام و برکات نازل کر۔ آمین یا رب العالمین۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد اصفحہ: ۲۶۵ نیا ایڈیشن)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّد کَمَا صَلَّیتَ عَلٰی اِبْرَاھِیمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِید ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِید ۔

میں وقفہ کے بعد خطبہ ثانیہ پڑھتا ہوں۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا:

جن لوگوں کے لئے میں نے بیان کیا ہے ان کے لئے ہم آخر پر مل کے اجتماعی دعا کر لیتے ہیں۔

اس کے بعد حضور نے دعا کروائی۔